بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ✦ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

روزنامہ

الفضل

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

فون ۴۴۹

ربوہ

جلد ۳۸ | منگل ۵ رمضان المبارک ۱۴۰۴ھ ۵ احسان ۱۳۶۳ ہش ۵ جون ۱۹۸۴ء | نمبر ۱۲۹

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اخبار احمدیہ

ربوہ: ۴ احسان / جون - حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے بارے میں آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ

"عام طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر ہے"

احبابِ کرام خاص توجہ اور التزام کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں کہ مولیٰ کریم اپنے فضل سے حضرت سیدہ ممدوحہ کو صحتِ کاملہ و عاجلہ سے نوازے اور برکتوں سے معمور طویل زندگی عطا فرمائے آمین۔

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

ماہِ رمضان تنویرِ قلب اور مکاشفات کیلئے عمدہ مہینہ ہے

اس ماہ انسان میں اللہ تعالیٰ کے احکام کے لیے حرارت اور جوش پیدا ہوتا ہے:

رمضان کے معنے: "رمض سورج کی تپش کو کہتے ہیں۔ رمضان میں چونکہ انسان اکل و شرب اور تمام جسمانی لذتوں پر صبر کرتا ہے۔ دوسرے اللہ تعالیٰ کے احکام کے لئے ایک حرارت اور جوش پیدا کرتا ہے روحانی اور جسمانی حرارت اور تپش مل کر رمضان ہوا۔ اہل لغت جو کہتے ہیں کہ گرمی کے مہینہ میں آیا اس لئے رمضان کہلایا میرے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ عرب کیلئے یہ خصوصیت نہیں ہو سکتی روحانی رمض سے مراد روحانی ذوق و شوق اور حرارتِ دینی ہوتی ہے۔ رمض اس حرارت کو بھی کہتے ہیں۔ جس سے پتھر وغیرہ گرم ہو جاتے ہیں۔"

(تفسیر سورۃ بقرۃ صفحہ ۲۶۴)

تنویرِ قلب کیلئے عمدہ مہینہ: "شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ ۝ (پ۲) یہی ایک فقرہ ہے جس سے ماہِ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔ صوفیاء نے لکھا ہے کہ یہ ماہ تنویرِ قلب کے لئے عمدہ مہینہ ہے کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں۔ صلوٰۃ تزکیۂ نفس کرتی ہے اور صوم (روزہ) تجلّی قلب کرتا ہے تزکیۂ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفس امّارہ کی شہوات سے بُعد حاصل ہو جاوے۔ اور تجلّی قلب سے یہ مراد ہے کہ کشف کا دروازہ اس پر کھلے کہ خدا کو دیکھ لیوے۔ پس اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ میں یہی اشارہ ہے اس میں شک و شبہ کوئی نہیں ہے روزہ کا اجر عظیم ہے لیکن امراض اور اغراض اس نعمت سے انسان کو محروم رکھتے ہیں۔"

(تفسیر سورۃ بقرہ صفحہ ۲۶۴، ۲۶۵)

مسافر اور بیمار کا روزہ: "اصل بات یہ ہے کہ قرآن شریف کی رخصتوں پر عمل کرنا بھی تقویٰ ہے خدا تعالیٰ نے مسافر اور بیمار کو دوسرے وقت رکھنے کی اجازت اور رخصت دی ہے۔ اس لئے اس حکم پر بھی تو عمل رکھنا چاہیئے۔ مَیں نے پڑھا ہے کہ اکثر اکابر اس طرف گئے ہیں کہ اگر کوئی حالتِ سفر یا بیماری میں روزہ رکھتا ہے تو یہ معصیت ہے کیونکہ غرض تو اللہ تعالیٰ کی رضا ہے نہ اپنی مرضی۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا فرماں برداری میں ہے جو حکم وہ دے اس کی اطاعت کی جاوے اور اپنی طرف سے اس پر حاشیہ نہ چڑھایا جاوے۔ اس نے تو یہی حکم دیا ہے مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ۔ اس میں کوئی قید اور نہیں لگائی کہ

(باقی صفحہ آخر)

● خاکسار پر ۳۰ اگست ۱۹۸۳ء کو دفتر بہشتی مقبرہ میں کام کے دوران فالج کا حملہ ہوا تھا۔ جسم کے بائیں حصہ پر اثر ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ اور احبابِ جماعت کی دعاؤں کے طفیل اللہ تعالیٰ نے فضل کیا ہے۔ اب چل پھر لیتا ہوں۔ اٹھ بیٹھ بھی لیتا ہوں۔ لیکن ابھی تک کام کاج کے قابل نہیں ہو سکا۔ رمضان المبارک کے ایام میں احبابِ جماعت میرے لئے ازراہِ کرم خصوصی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے مجھے جلد مکمل صحت عطا فرما دیوے۔ میرے جسم کے فالج زدہ بائیں حصہ کو پھر سے پوری طاقت، قوت و توانائی عطا فرما دیوے۔ اور میں جلد سے جلد کام کاج کے قابل ہو جاؤں۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد احسن طور پر ادا کر سکوں۔ آمین! جزاکم اللہ احسن الجزاء

(مبارک احمد۔ کارکن صدر انجمن احمدیہ ربوہ)

● میرے والد محترم ناصر احمد خان صاحب ظفر لُو لگنے کی وجہ سے آج کل صاحبِ فراش ہیں۔ گو پہلے سے افاقہ ہے لیکن تاحال طبیعت مکمل ٹھیک نہیں ہے۔ احباب جماعت سے دردمندانہ دعاؤں کی درخواست ہے۔

(طارق احمد ظفر بلوچ۔ ربوہ)

حضرت اقدس فرماتے ہیں:
"علم کے تین مدارج ہیں علم الیقین، عین الیقین حق الیقین۔ مثلاً ایک جگہ سے دھواں نکلتا دیکھ کر آگ کا یقین کر لینا علم الیقین ہے۔ لیکن خود آنکھ سے آگ کا دیکھنا عین الیقین ہے۔ ان سے بڑھ کر درجہ حق الیقین کا ہے۔ یعنی آگ میں ہاتھ ڈالکر جلن اور حرقت سے یقین کر لینا کہ آگ موجود ہے۔

(الفتاوٰی قدسیہ صفحہ ۱۲)

پبلشر: مسعود احمد، پرنٹر: سید عبدالحی، مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ، مقامِ اشاعت دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ، قیمت ۵۵ پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

۵ رمضان المبارک ۱۴۰۴ ہجری

۵ احسان ۱۳۶۳ ہش

رمضان میں قیام اللیل اور اس کی بے انداز اہمیت

ہمارا خدا رحمٰن و رحیم اور ارحم الراحمین ہے۔ اسی لئے اُس نے رحمت کو اپنے اوپر فرض کر رکھا ہے۔ چنانچہ وہ فرماتا ہے:۔

كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ

(الانعام آیت ۵۵)

ترجمہ:۔ تمہارے رب نے اپنے اوپر رحمت کو واجب کر رکھا ہے۔

وہ کیوں نہ ایسا کرے جبکہ اُس نے ہر ایک چیز کا اپنی رحمت سے احاطہ کیا ہوا ہے۔ چنانچہ وہ خود اس امر کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ؕ (الاعراف آیت ۱۵۸)

ترجمہ:۔ اور میری رحمت ہر چیز پر حاوی ہے۔

اُس کی رحمت ہی کا یہ ایک اہم تقاضا ہے کہ وہ اپنے بندوں کی دعائیں قبول کرتا ہے اور ان کی مرادیں انہیں عطا کرتا ہے۔ اسی لئے اس نے اپنے بندوں کو مخاطب کر کے کہا ہے کہ تم مجھے پکارو اور مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا اور تمہاری پکار کا جواب دوں گا۔ چنانچہ اس امر کا یقین دلاتے ہوئے اُس نے فرمایا ہے:۔

اُدْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ (المومن آیت ۶۱)

ترجمہ:۔ تم مجھے پکارو میں تمہاری دعا سنوں گا۔

اللہ تعالیٰ ہر وقت ہی اپنے بندوں کی دعائیں سنتا ہے۔ اُس نے کوئی وقت مقرر نہیں کیا کہ فلاں وقت جب کوئی مجھ سے مانگے گا تو اس کی دعا سنوں گا اور دوسرے اوقات میں کی جانے والی دعاؤں کو نہیں سنوں گا۔ کسی وقت بھی اس کا بندہ اسے پکار سکتا ہے اور بذریعہ دعا اس سے اس کی مدد کا طالب ہو سکتا ہے۔ البتہ بعض وقتوں اور حالتوں کی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نشاندہی فرمائی ہے جن میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی دعاؤں کو زیادہ قبول کرتا ہے۔ مثال کے طور پر آپ نے فرمایا ہے نماز میں سجدوں کے دوران بہت دعائیں کرنی چاہئیں کیونکہ سجدوں میں کی جانے والی دعائیں بدرجہ اولیٰ قبول ہوتی ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان اپنے رب کے سب سے زیادہ قریب سجدہ کی حالت میں ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے فرمایا:۔

اَقْرَبُ مَا يَكُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَّبِّهٖ وَهُوَ سَاجِدٌ فَاَكْثِرُوا الدُّعَآءَ (مسلم کتاب الصلوٰۃ)

انسان اپنے رب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتا ہے۔ جب وہ سجدہ میں ہو اس لئے سجدہ میں بہت دعا کیا کرو۔

اسی طرح ایک اور حدیث ہے کہ رات کے آخری حصہ میں نماز تہجد کے دوران جو دعائیں کی جائیں انہیں بھی خدا تعالیٰ بدرجۂ اولیٰ قبول فرماتا ہے۔ یہ وقت ہوتا ہے کہ جب خدا تعالیٰ اس انتظار میں ہوتا ہے کہ اس کا بندہ اس سے مانگے اور وہ اُس کی حاجت کو پورا کرے۔ چنانچہ یہ حدیث بھی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

يَنْزِلُ رَبُّنَا كُلَّ لَيْلَةٍ اِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا حِيْنَ يَبْقٰى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْاٰخِرُ فَيَقُوْلُ مَنْ يَّدْعُوْنِيْ فَاَسْتَجِيْبَ لَهٗ مَنْ يَّسْاَلُنِيْ فَاُعْطِيَهٗ وَمَنْ يَّسْتَغْفِرُنِيْ فَاَغْفِرَ لَهٗ ۔ (ترمذی کتاب الدعوات)

ہمارا رب ہر رات قریبی آسمان تک نزول فرماتا ہے۔ جب رات کا تیسرا حصہ باقی رہ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کون ہے جو مجھے پکارے تو میں اُس کا جواب دوں۔ کون ہے جو مجھ سے مانگے تو میں اُس کو دوں، کون ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرے تو میں اس کو بخش دوں۔

خدا تعالیٰ جب ہر رات ہی قریب ترین آسمان پر نزول فرماتا ہے اور اس بات کا منتظر ہوتا ہے کہ اس کے بندے اس سے مانگیں اور وہ انہیں دے تو رمضان کے بابرکت مہینے میں جس کا دعاؤں کی قبولیت سے خاص تعلق ہے وہ ہر رات کو اس کے آخری حصہ میں عام دنوں سے زیادہ دعائیں کیوں قبول نہ کرے گا رمضان کے دوران رات کے آخری حصہ میں تو وہ عام دنوں سے کہیں زیادہ اور بڑھ چڑھ کر دعائیں قبول کرتا ہے۔ اسی لئے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم رمضان میں رات کو تھوڑا سوتے تھے اور اکثر حصہ رات کا اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے اور اُس سے دعائیں مانگنے میں گزارتے تھے۔ رمضان کے مہینے میں راتوں کو اٹھ اٹھ کر دعائیں مانگنے کی اہمیت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث سے بھی واضح ہوتی ہے۔ آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ (بخاری کتاب الصوم)

جو شخص ایمان کے تقاضے اور ثواب کی نیت سے رمضان کی راتوں میں اٹھ کر نماز پڑھتا ہے اس کے گذشتہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

اس حدیث سے رمضان کی راتوں کے آخری حصہ میں اٹھ کر نماز تہجد ادا کرنے اور بالخصوص سجدوں میں دعائیں کرنے کی اہمیت ظاہر و باہر ہے۔ اگر ایمان کے تقاضے پورے کرتے ہوئے ثواب کی نیت سے رمضان کی راتوں کے اکثر حصہ کو جاگ کر گزارا جائے اور اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کی جائیں تو وہ دعائیں عنداللہ ضرور مقبول ہوتی ہیں۔

آجکل ہم جن حالات میں سے گزر رہے ہیں ان کا تقاضا یہ ہے کہ ہم رمضان کی راتوں کا اکثر حصہ جاگنے اور دعائیں کرنے میں گزاریں۔ ہماری یہ دعائیں جناب الٰہی میں ضرور مقبول ہوں گی اور خدا تعالیٰ ہم عاجزوں اور بے کسوں کے لئے عجائب کام دکھائے گا۔

وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ۝ (ابراہیم آیت ۲۱)

جماعت کو نصیحت:

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

"میں بڑی تاکید سے اپنی جماعت کو جہاں کہیں وہ ہیں منع کرتا ہوں کہ وہ کسی قسم کا مباحثہ، مقابلہ اور مجادلہ نہ کریں۔ اگر کہیں کسی کو کوئی درشت اور نالائق بات سننے کا اتفاق ہو تو اعراض کرے۔ میں بڑے وثوق اور سچے ایمان سے کہتا ہوں کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ ہماری تائید میں آسمان پر خاص تیاری ہو رہی ہے۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۲۸۱)

(نظارت اصلاح و ارشاد)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قسط اوّل

تعلق باللہ

از افاضات سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نور اللہ مرقدہٗ

نوٹ:۔ قدرتِ ثانیہ کے مظہر ثانی سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نور اللہ مرقدہٗ نے ایک لاجواب تصنیف "تعلق باللہ" کے عنوان سے رقم فرمائی ہے۔ اس میں سے چیدہ چیدہ اقتباسات قارئین کرام کی خدمت میں پیش ہیں۔ تمام الفاظ حضرت فضل عمر کے ہیں۔ اور تمام حوالے حضور کی تصنیف لطیف "تعلق باللہ" سے ماخوذ ہیں۔

مرتب۔ مرزا خلیل احمد قمر

تعلق باللہ کا مفہوم

"سارے انبیاء و صلحاء یہ مانتے چلے آئے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق پیدا ہو سکتا ہے۔ تو تعلق کے معنے کیا ہیں۔ سو یاد رکھنا چاہیئے کہ تعلق کے معنے عربی زبان میں لٹکنے کے ہوتے ہیں۔ مثلاً کہتے ہیں تعلق المرأۃ فلاں شخص فلاں عورت کے ساتھ معلق ہو گیا ..... گویا جب کوئی چیز اس طرح لٹک جائے کہ کوشش کے ساتھ ہٹانا پڑے وہ آپ نہ ہٹے تو اسے تعلق کہتے ہیں۔ اسی وجہ سے معلق کے معنے محبت کے بھی ہوتے ہیں۔ چنانچہ کہتے ہیں عَلِقَہٗ و بہ علوقاً ھوا کہ واحبہٗ یعنی عَلِقَہٗ جس کے لفظی معنے یہ ہوتے ہیں کہ اس کے ساتھ لٹک گیا اس کا مفہوم یہ بھی ہوتا ہے کہ اس کے ساتھ محبت کی، ہمارے ہاں بھی ایک اسی قسم کا محاورہ ہے کہتے ہیں فلاں کے ساتھ دل اٹکا ہوا ہے۔ پس تعلق باللہ کے معنی ہوئے اللہ تعالیٰ کے ساتھ لٹک جانا اور ایسا تعلق قائم کر لینا کہ کوئی دوسرا پرے کرے تو کرے آپ نہ ہٹے۔ مثلاً اس وقت میری سوئی میرے ساتھ پڑی ہے اگر میں علیحدہ ہوں گا تو یہ گر جائے گی۔ لیکن اگر کانٹے لگ جائیں تو میں انہیں اتاروں گا تو وہ اتریں گے یا کوئی اور شخص انہیں ہٹائے گا تو وہ ہٹیں گے خود بخود علیحدہ نہیں ہونگے۔ پس تعلق ایسے گہرے ربط کو کہتے ہیں جو آپ ہی آپ نہیں ٹوٹ سکتا اور اسی کو محبت بھی کہتے ہیں۔ پس تعلق باللہ کے معنے ہوئے اللہ تعالیٰ سے لٹک جانا اور اس سے نہ ٹوٹنے والا تعلق پیدا کر لینا۔" (ص ۱۱-۱۲)

"خلق الانسان من علق۔ انسان کی فطرت میں ہم نے یہ مادہ رکھا ہے کہ وہ کسی نہ کسی کا ہو کر رہنا چاہتا ہے۔ اس کے بغیر اس کے دل کو تسلی نہیں ہوتی۔" (ص ۱۷)

"غرض قرآن کریم و حدیث سے ثابت ہے کہ انسان کی پیدائش تعلق باللہ کے لیے ہے اور یہ کہ تعلق باللہ دونوں طرح کا ہوتا ہے۔ بندے کا خدا سے اور خدا کا بندے سے۔ جیسا کہ حدیث میں توبہ پر خدا کی خوشی کا ذکر ہے اور انسان کو خدا تعالیٰ کی سواری قرار دیا گیا ہے نیز اس حدیث میں بھی اس کا ذکر آتا ہے جس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان نوافل کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے قرب میں بڑھتا چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ خدا اس کے کان ہو جاتا ہے جن سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھیں ہو جاتا ہے جن سے وہ دیکھتا ہے، اس کے ہاتھ ہو جاتا ہے جن سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں ہو جاتا ہے جن سے وہ چلتا ہے۔" (ص ۱۹)

"اس تعلق کے اظہار کے لیے عربی زبان میں مختلف الفاظ پائے جاتے ہیں۔ مثلاً رغبت، شوق، اُنس، ودّ، محبت، خلّۃ، عشق ان کے سوا بعض اور بھی الفاظ ہیں مگر یہ چند موٹے موٹے الفاظ ہیں جو میں نے چن لیے ہیں۔" (ص ۲۲)

۱۔ شوق اور عشق

شوق اور عشق کا لفظ قرآن کریم میں استعمال نہیں ہوا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عربی زبان کے لحاظ سے شوق میں وسعت کا مادہ نہیں پایا جاتا ..... عشق ایسی محبت کو کہتے ہیں جس سے عقل میں کمزوری پیدا ہو جاتی ہے اور صحت میں خرابی واقع ہو جاتی ہے اور رفتہ رفتہ ایسی محبت کرنے والا ہلاکت تک پہنچ جاتا ہے۔ اور یہ چیزیں خدا تعالیٰ کی محبت میں انسان کے اندر پیدا نہیں ہوتیں اور نہ خدا تعالیٰ کی اس محبت کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہیں جو وہ اپنے بندوں سے رکھتا ہے اس لیے نہ قرآن میں اور نہ کسی حدیث صحیح میں بندے اور خدا کی محبت کے لیے عشق کا لفظ استعمال ہوا ہے میں نے یہ وضاحت اس لیے کی ہے کہ ہمارے ملک میں عشق کا لفظ انتہائی محبت کے لیے استعمال ہوتا ہے لیکن قرآن کریم اور حدیث میں یہ لفظ استعمال نہیں کیا گیا۔ اور اس کی وجہ میں نے بتا دی ہے کہ عربی لغت کے لحاظ سے عشق ایسی محبت کو کہتے ہیں جو ہلاکت اور بربادی تک پہنچا دے۔" (ص ۲۳-۲۴)

رغبت

"سب سے پہلے میں یہ بتاتا ہوں کہ رغبت کے عربی زبان میں کیا معنی ہیں۔ رَغِبَہٗ کے معنے ہوتے ہیں ارادہٗ بالحرص علیہ واحبّہٗ (اقرب) اس نے ارادہ کیا حرص کے ساتھ اور محبت کے ساتھ اور ایسی محبت کے ساتھ جس میں وسعت پائی جاتی ہے گویا جب ہم کسی کے متعلق یہ کہیں کہ وہ کسی سے رغبت رکھتا ہے۔ تو اس کے معنے یہ ہوں گے۔ کہ وہ اس سے محبت رکھتا ہے۔ اس کا دل چاہتا ہے کہ اس سے ملے اس کی چاہت اس کے دل میں پائی جاتی ہے اور چاہت بھی معمولی نہیں بلکہ بڑی وسیع ہے اب اردو کے لحاظ سے تو لوگ کہیں گے کہ خوب مضمون ہے جو اس چھوٹے سے لفظ کے اندر آ گیا۔ لیکن عربی زبان کے لحاظ سے محبت کا یہ سب سے چھوٹا مضمون ہے جو اس لفظ کے ذریعہ ادا کیا جاتا ہے۔

غرض رغبت کے معنے ہیں ملاقات کا ارادہ کرنا اور ارادہ بھی کسی اور غرض کے لیے نہ ہو بلکہ محض پیار کے لیے اور وہ ارادہ بھی معمولی نہ ہو بلکہ بہت تیز ہو۔" (ص ۲۵)

"اس طرح سورہ قلم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مومن کہتے ہیں اِنَّا اِلٰی رَبِّنَا رٰغِبُوْنَ (قلم ع ۲)

ہم تو اللہ تعالیٰ کی طرف ہی رغبت رکھتے ہیں۔" (ص ۲۸)

اُنس

"دوسرا لفظ اُنس ہے۔ اَنِسَ یَاْنَسُ کے معنے ہوتے ہیں اَلِفَہٗ اس چیز سے الفت ہو گئی و سَکَنَ قلبہٗ بہ اور اس چیز کے ملنے سے دل کو تسکین ہو گئی۔ گویا اُنس کے معنے ہیں وہ چیز جس کی جستجو تھی مل جائے اور اس کے ملنے سے دل کی گھبراہٹ دور ہو جائے وَلَمْ یَنْفِرْ مِنْہُ اور جس کے پاس آنے سے وحشت پیدا نہ ہو۔ جیسے اگر کوئی بے تکلف دوست آ بیٹھے یا بیوی کام کرتے ہوئے آ جائے یا بچہ ملنے کے لیے آ جائے اور تھوڑی دیر کے بعد جانے لگے تو انسان کہتا ہے کہ ابھی کچھ اور بیٹھو اتنی جلدی کیوں چلے ہو۔ یہ اُنس کی علامت ہے۔" (ص ۲۹)

وُدّ

"تیسرا لفظ وُدّ ہے وُدّ اس محبت کو کہتے ہیں جس کے ساتھ تمنّی بھی ہو۔ یعنی صرف محبت ہی نہ ہو بلکہ اس کے ساتھ تمنّی اور خواہش بھی پائی جاتی ہو۔ کہ وہ چیز مجھے مل جائے۔" (ص ۳۱)

رغبت، اُنس، اور وُدّ

"رغبت کے معنے یہ تھے کہ میرے دل میں شوق پیدا ہو گیا ہے اگلے کا پتہ نہیں کہ اس کے دل میں کوئی شوق پیدا ہوا ہے یا نہیں۔ اُنس کے یہ معنے تھے کہ میرے دل میں بھی شوق پیدا ہو گیا ہے اور اگلے کے دل پر بھی میری محبت کا اتنا اثر ہو چکا ہے کہ اس نے اپنا منہ میری طرف کر لیا ہے اور وُدّ کے یہ معنے ہیں کہ صرف اس نے منہ ہی نہیں کیا بلکہ محبت نے ہماری آپس میں گرہ باندھ دی ہے۔ پس وُدّ وہ محبت ہے جو گہرا اور مضبوط تعلق پیدا کر دے اور ایک کو دوسرے سے وابستہ کر دے۔" (ص ۳۱)

حُبّ

"چوتھا لفظ حُبّ ہے۔ اصل میں حَبَبَ یَحْبِبُ ہے جو مدغم ہو کر حَبَّ یَحِبُّ ہو گیا۔ اس کے معنے کسی چیز کے اندر گھس جانے کے یا اپنے اندر لے لینے کے ہیں۔ انہی معنوں میں احبّ کا لفظ بھی استعمال ہوتا ہے چونکہ محبتِ کامل کی حقیقت یہ ہوتی ہے کہ یہ اس کے دل میں داخل ہو جائے اور وہ اس کے دل میں داخل ہو جائے اس لیے اس کیفیت کے لیے حَبَّ یا اَحَبَّ کا لفظ عربی میں استعمال کیا جانے لگا۔ اور یہ لفظ وُدّ سے زیادہ مضبوط ہے۔ وُدّ میں صرف ایک وجود کے دوسرے کے اندر گھسنے کا مفہوم ہے جیسا کہ رکیلا زمین میں گھس گیا لیکن حُبّ میں دونوں وجودوں کے ایک دوسرے کے اندر گھس جانے کا اشارہ پایا جاتا ہے۔ نیز اس کے معنوں میں پھولنے اور بڑھنے کے معنے بھی پائے جاتے ہیں ..... دوسرے محبت اس تعلق کو کہتے ہیں جو نتیجہ خیز ہو۔ اور ایک کھیتی پیدا کر دے کیونکہ حَبَّ کے معنے اس بیج کے ہوتے ہیں۔ جس سے بڑے بڑے درخت کھیتیاں پیدا ہو جائیں گویا محبتِ حقیقی بھی وہی ہے جو دانے کی طرح ہو جس طرح دانے سے درخت پیدا ہو جاتے ہیں اسی طرح محبت بھی اپنے پھل پیدا کیے بغیر نہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رہتی ہے۔ (ص ۳۷ تا ۴۰)

خلّۃ "اس سے اوپر خلّۃ کا مقام ہے خلّۃ کا لفظ خلل سے نکلا ہے۔ ..... گویا خلّۃ کے معنے اس محبت کے ہیں جو تمام اختلافات کو دور کر دے اور جذبات اور خیالات میں یکجہتی پیدا کر دے۔ یہ معنے تو اقرب الموارد والے نے کئے ہیں لیکن مفردات والا کہتا ہے کہ خلل کے معنے شگاف کے ہیں ..... پس خلّۃ کے معنے یہ ہیں کہ ایسی محبت جو خلل کے اندر گھس جائے یعنی خالی دل ہی میں نہ گھسے بلکہ جسم کے سوراخ سوراخ میں داخل ہو جائے اور پھیل جائے۔ محبت اس کو کہتے ہیں جو صرف ایک مقام یعنی دل میں داخل ہو جائے لیکن خُلّۃ اس دوستی کو کہتے ہیں جو جسم کے تمام مساموں میں داخل ہو جائے اور کوئی حصہ بدن بھی اس سے خالی نہ ہو، نہ ہاتھ اس سے خالی ہوں، نہ پاؤں اس سے خالی ہوں، نہ کان اس سے خالی ہوں نہ آنکھ اس سے خالی ہو، نہ دل اس سے خالی ہو، نہ دماغ اس سے خالی ہو۔ گویا وہ انسانی جسم اور روح اور دل اور دماغ پر اتنی حاوی ہو جائے کہ ہاتھ ہوں تو وہ محبوب کا وجود بنے ہوئے ہوں، پاؤں ہوں تو وہ محبوب کا وجود بنے ہوئے ہوں اور غیریت کا سوال ہی باقی نہ رہے۔ حب باہر سے حکم دلاتی ہے لیکن خلّۃ باہر سے نہیں بلکہ نیچرل اور طبعی طور پر کام کرتی ہے۔" (ص ۴۰)

"لیکن حقیقت یہ ہے کہ صرف خدا اور بندے کے انتہائی تعلق پر ہی خلّۃ کا لفظ بولا جا سکتا ہے۔ اگر اس لفظ کو کسی اور مفہوم یا مقام پر استعمال کیا جائے گا تو وہ بہر حال استعارہ کہلائے گا۔ پس خُلّۃ کا لفظ مقاماتِ محبت میں سب سے بلند ہے، چونکہ عام لفظ محبت ہے ہم اس کو آسانی کے ساتھ استعمال کر لیتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ محبت کے مختلف درجے ہیں۔

(۱) رغبت (۲) اُنس (۳) وُد (۴) حُب۔ (۵) خلّۃ اور یہ پانچوں درجے وہ ہیں جن کا قرآن کریم سے ثبوت ملتا ہے۔" (ص ۴۵-۴۹)

کن سے خدا محبت نہیں کرتا

"اب میں قرآن کریم سے بتاتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کن لوگوں سے محبت نہیں کرتا تا کہ انسان کوشش کرے کہ میں ویسا نہ بنوں۔ جب خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ میں فلاں فلاں سے محبت نہیں کرتا تو اس کے صاف معنے یہ ہیں کہ ایسے آدمی کے دل میں خدا تعالیٰ کی محبت کبھی پیدا نہیں ہو سکتی۔ پس جن لوگوں میں یہ باتیں پائی جائیں گی وہ ان امور کی موجودگی میں خدا تعالیٰ سے کبھی محبت نہیں کر سکتے اور نہ ان کا یہ دعویٰ تسلیم کیا جا سکتا ہے ..... قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ دس قسم کے لوگوں سے اللہ تعالیٰ محبت نہیں کرتا یا دوسرے لفظوں میں یوں کہو کہ دس قسم کے لوگ اللہ تعالیٰ سے محبت نہیں کر سکتے۔

(۱-۲) اوّل مختال سے اللہ تعالیٰ محبت نہیں کرتا اور دوسرے فخور سے اللہ تعالیٰ محبت نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ مَنْ کَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا

(النساء آیت ۳۷)

جس شخص کے اندر کبر پایا جاتا ہے اور جس شخص کے اندر فخر کی عادت پائی جاتی ہے اس سے خدا محبت نہیں کرتا۔

۳۔ جس شخص کو اپنے کاموں میں حد سے گزر جانے کی عادت ہو اس سے بھی اللہ تعالیٰ محبت نہیں کرتا، فرماتا ہے

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ

(بقرہ آیت ۱۹۱)

حد سے گزر جانے والوں سے خدا محبت نہیں کرتا یا یوں کہو کہ جو لوگ حد سے گزر جانے والے ہوں وہ کبھی خدا تعالیٰ سے محبت نہیں کر سکتے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسا شخص بھی طبعی طور پر خدا تعالیٰ سے محبت نہیں کر سکتا کیونکہ وہ اپنے حق کا مطالبہ کرنے میں حد سے بڑھا ہوا ہوتا ہے۔ مثلاً کسی کو غصہ آ گیا اور اس نے دوسرے کو تھپڑ مار دیا۔ اب یہ ایک غلطی ہے جس کی سزا اُسے ملنی چاہیئے۔ مگر یہ سزا اتنی ہی ہو سکتی ہے کہ ہم اُسے بلائیں اور ڈانٹ دیں کہ تم نے فلاں کو تھپڑ کیوں مارا۔ لیکن بعض طبیعتیں ایسی ہوتی ہیں کہ جس شخص سے قصور سرزد ہوا ہو جب تک اس کا قیمہ نہ کر لیں ان کی تسلی ہی نہیں ہوتی۔

(۴) جو شخص خوّان ہو یعنی طبیعت میں خیانت کا مادہ رکھتا ہو اس سے بھی اللہ تعالیٰ محبت نہیں کرتا۔ فرماتا ہے

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ مَنْ کَانَ خَوَّانًا اَثِیْمًا۔

(نساء آیت ۱۰۸)

محبت کہتے ہیں معاملہ کی درستی کو اور خوّان کے معنے ہیں بہت بڑا خائن۔ محبت کے معاملہ میں تو ایک چھوٹی سی خیانت بھی برداشت نہیں کی جا سکتی، کجا یہ کہ کوئی شخص خوان ہو اور پھر اس سے محبت کی جا سکے۔ جو شخص بڑا خائن ہے۔ وہ کسی صورت میں بھی محبت نہیں کر سکتا۔ کیونکہ وہ تعلقات کو نباہ نہیں سکتا۔ ایسے شخص کے متعلق یہ خیال کرنا کہ وہ خدا سے محبت کرے گا یا خدا اُس سے محبت کرے گا بالکل عقل کے خلاف ہے

(۵) اسی طرح جو شخص اثیم ہو یعنی گناہ کی طرف کمال رغبت رکھتا ہو۔ اس سے بھی خدا تعالیٰ محبت نہیں کرتا اثیم کی حالت ایسی ہی ہوتی ہے جیسے کوئی بڑا قانون شکن ہو اور جس شخص کو قانون شکنی کی عادت پڑی ہوئی ہو وہ جس طرح دنیا کے قانون توڑے گا۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کے قانون بھی توڑے گا۔ اسی لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ جو شخص یہ سوچتا رہے گا کہ میں نے اس قانون کو توڑ لیا تو کیا حرج ہے، اس قانون کو توڑ لیا تو کیا حرج ہے، وہ خدا تعالیٰ کے قانون بھی توڑتا چلا جائے گا اور ان کی اطاعت سے ہمیشہ گریز کرے گا۔

.....

(۶) جو فَرِح ہو یعنی عارضی لذات پر کمال لذت محسوس کرتا ہو اس سے بھی اللہ تعالیٰ محبت نہیں کرتا۔ فرماتا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْفَرِحِیْنَ

(قصص آیت ۷۷)

جو شخص چھوٹی چھوٹی چیزوں پر خوش ہو جائے اللہ تعالیٰ اسے اپنی محبت کا مورد نہیں بنا سکتا۔ جو شخص کہتا ہے کہ میں نے خدا کی عبادت کی تھی، میں تھانیدار بن گیا، میں نے فلاں تجارت کی اور اس میں بڑا نفع ہوا اور اس خوشی میں اکڑا پھرتا ہے۔ اور پتلون کے شکن بروقت درست کرتا رہتا ہے اس نے خدا تعالیٰ کی محبت کیا حاصل کرنی ہے .....

(۷) جو شخص مفسد ہو اللہ تعالیٰ اس سے بھی محبت نہیں کرتا۔ فرماتا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُفْسِدِیْنَ

(قصص آیت ۷۸)

مفسد سے میں محبت نہیں کرتا۔ سیدھی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کا خالق اور اس کا رب ہے۔ جب کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں فساد برپا کرنے کی کوشش کرے گا تو اس مخلوق کا خالق اور رب فساد کرنے والے سے کس طرح محبت کرے گا۔ اگر کسی بچہ سے انسان کو نفرت ہو تو اس کی ماں کبھی نفرت کرنے والے سے پیار نہیں کر سکتی۔ جب تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کی ہے تو صاف ظاہر ہے کہ جو شخص فساد ڈلواتا ہے اور لوگوں کی آپس میں لڑائیاں کرواتا رہتا ہے خدا تعالیٰ اُسے کبھی پسند نہیں کر سکتا .....

(۸) جو شخص ناشکر ہو وہ بھی اللہ تعالیٰ سے محبت نہیں کر سکتا۔ اور نہ اللہ تعالیٰ اس سے محبت کر سکتا ہے کیونکہ محبت کا ایک ذریعہ احسان ہے جو شخص شکر گزار نہیں اس کے معنے یہ ہیں کہ وہ احسان کو نہیں دیکھ سکتا۔ اور جو احسان کو نہیں دیکھ سکتا وہ خدا تعالیٰ سے محبت بھی نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اُس سے محبت کا پہلا دروازہ احسان میں ہے۔ وہ فرماتا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ کُلَّ خَوَّانٍ کَفُوْرٍ (حج آیت ۳۹)

خوّان کا ذکر پہلے آ چکا ہے۔ کفور کے معنے ہیں ایسا انسان جو خدا تعالیٰ کے انعامات کو دیکھتا ہے اور پھر بھی اس کے اندر شکر گزاری کا جذبہ پیدا نہیں ہوتا گویا احسان شناسی کا مادہ اس کے اندر ہوتا ہی نہیں۔ اور ظاہر ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ کے احسانات کو دیکھتا ہی نہیں کہتا ہے مجھے کچھ نہیں ملا، اسے اور کیا مل سکتا ہے۔ اس سے تو اللہ تعالیٰ اگر محبت بھی کرے گا تو وہ کہہ دے گا کہ مجھے کچھ نہیں ملا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ایک دوسرے مقام پر فرماتا ہے کہ

لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ

(ابراہیم آیت ۸)

تم جتنا جتنا شکر کرو گے میں اتنا ہی اپنے انعامات کو بڑھاتا چلا جاؤں گا اور جتنی جتنی ناشکری کرو گے اتنی ہی میں اپنے انعامات میں کمی کر دوں گا۔

(۹) "جو شخص مسرف ہو اس سے بھی اللہ تعالیٰ محبت نہیں کرتا۔ فرماتا ہے:۔

اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ"

(انعام آیت ۱۴۲، اعراف آیت ۳۲)

مسرف سے بھی اللہ تعالیٰ محبت نہیں رکھتا۔ کیونکہ مسرف اپنے اور اپنے نفس کی لذات کو دوسرے کی تکلیف اور آرام پر ترجیح دیتا ہے اور جو شخص خدا تعالیٰ کے بندوں پر خرچ کرنا پسند نہیں کرتا۔ اپنے نفس پر بلاوجہ خرچ کرتا چلا جاتا ہے اسے کون پسند کر سکتا ہے....."

(۱۰) "جو شخص ظالم ہو اس سے بھی اللہ تعالیٰ محبت نہیں کرتا۔ فرماتا ہے:۔

"وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ ۝

(آل عمران آیت ۱۴۱)

ظالموں سے اللہ تعالیٰ محبت نہیں کرتا۔ گویا ظلم اور محبت جمع نہیں ہو سکتے۔ جو شخص ظلم کرتا ہے اسے درحقیقت اپنی ذات کی محبت سب سے زیادہ ہوتی ہے اور جسے اپنی ذات کی محبت سب سے زیادہ ہو وہ دوسرے سے محبت نہیں کر سکتا۔ علاوہ ازیں یہ قطعی طور پر ناممکن ہے کہ کوئی شخص خدا تعالیٰ کے بندوں پر تو ظلم کرے اور اللہ تعالیٰ سے محبت کرے پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ محبت جذبہ ہے نرمی کا اور ظلم جذبہ ہے سختی کا۔ محبت کہتی ہے اپنی چیز قربان کر اور ظلم کہتا ہے دوسرے کی چیز قربان کر۔ پس یہ دو مخالف جذبات ہیں۔ اس لئے جو شخص ظالم ہے نہ وہ خدا تعالیٰ سے محبت کر سکتا ہے اور نہ خدا تعالیٰ اس سے محبت کرتا ہے۔" (ص ۷۵-۷۸)

(باقی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صدق و وفا کے پیکر ٭ دو عظیم مردانِ حق

مکرم چوہدری عبدالحمید صاحب صدر جماعت احمدیہ محراب پور

اور

مکرم قریشی عبدالرحمٰن صاحب امیر جماعت احمدیہ سکھر کا تذکرہ

(مکرم نصر اللہ خان ناصر صاحب مربی سلسلہ ربوہ)

-: (۱) :-

محترم چوہدری عبدالحمید صاحب صدر جماعت احمدیہ محراب پور (سندھ)

چوہدری عبدالحمید صاحب مرحوم ۱۹۲۰ء کے مبارک سال میں پیدا ہوئے جس ماحول میں آنکھ کھولی وہ خالص مذہبی ماحول تھا۔ شرافت، مہمان نوازی، بلند اخلاق، بنی نوع انسان سے ہمدردی اور محبت اس خاندان کا خاص امتیاز تھا۔ جو بچپن سے ہی آپ کے حصہ میں آیا۔ آپ گوناگوں صفات حسنہ سے مزین تھے۔ یہ ان کے نیک اور بزرگ والد چوہدری سلطان علی صاحب مرحوم کے حسن تربیت کا نتیجہ تھا کہ آپ بھی اپنے والد مرحوم کے نقش قدم پر چلنے والے بنے اپنے والد صاحب کے بیعت کرنے کے دس گیارہ سال بعد آپ بھی سلسلہ احمدیہ میں شامل ہوئے۔ آپ نے اس وقت یعنی ۱۹۵۹ء میں میٹرک کر لیا تھا اور خود تحقیق کر کے پورے انشراح سے جماعت میں شامل ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد تعلیم الاسلام کالج ربوہ سے ایف ایس سی کا امتحان پاس کیا اور واپس محراب پور جا کر اپنے والد صاحب کے ساتھ مل کر کاروبار میں ہاتھ بٹاتے رہے تا آنکہ آپ کے والد صاحب ۱۹۶۵ء کے اواخر میں وفات پا گئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

مجھے مرحوم چوہدری سلطان علی صاحب کو ۱۹۶۳ء میں بہت قریب سے دیکھنے کا موقعہ اس وقت ملا جب مجھے جماعت احمدیہ کے ایک تربیتی دورہ پر ایک طالب علم کی حیثیت سے جانے کا اتفاق ہوا۔ اور پھر جب ۱۹۶۶ء میں مولانا قاضی محمد نذیر صاحب فاضل ناظر اشاعت مرحوم کے ساتھ کروندی جانا ہوا۔ تو چوہدری عبدالحمید صاحب نے اپنے والد کے مذہبی لگاؤ اور بیعت سلسلہ کا واقعہ یوں بیان کیا۔ جو ایک خواب پر مبنی ہے۔

مکرم چوہدری سلطان علی صاحب مرحوم نے ایک خواب دیکھا کہ ایک پہر سورج اوپر آیا ہے کہ میں ایک پیر کے دامن سے وابستہ ہوتا ہوں۔ مگر اطمینان نہ ہوا۔ جب سورج نصف النہار پر آیا تو ایک اور مرشد کے پیچھے ہو لیتا ہوں مگر تسلی نہیں ہوتی اس کے بعد جب سورج عصر کے وقت پر آتا ہے تو پہاڑیوں کی ایک سرزمین پر پہنچتا ہوں اور بیعت کرتا ہوں۔ اور اسی پر انجام ہے۔

ہوا یوں کہ چوہدری صاحب موصوف نے ۱۶ سال کی عمر میں ایک پیر کی بیعت کی اور پھر ۳۲ سال کی عمر میں دوسرے مرشد سے وابستہ ہوئے اور قریباً ۱۹۴۸ء میں ربوہ پہنچے اور خواب کے مطابق بیعت کی۔ اور یہ آپ کی زندگی میں گویا عصر کا وقت تھا۔ اس کے بعد ۱۹۶۵ء میں تقریباً ۱۶ سال بعد آپ کی وفات ہوئی۔

مکرم چوہدری عبدالحمید صاحب اسی نیک باپ کی اولاد تھے اور اخلاق و عادات میں اسی رنگ میں رنگین تھے۔ والد مرحوم کے بعد جماعت احمدیہ محراب پور کے صدر کی حیثیت سے تاحین حیات کام کرتے رہے۔ ہر فرض کو احسن رنگ میں سرانجام دیتے رہے۔ شادی ہوئی تو وہ بھی نہایت سادہ رنگ میں دینی آداب کو سامنے رکھتے ہوئے رسوم و رواج کو کلیتہً نظر انداز کر دیا۔ ڈاکٹر فضل کریم صاحب کے ہاں آپ کی شادی ہوئی۔ کوئی چیز اپنے ساتھ نہ لائے ایک رقم ان کے سامنے رکھ دی کہ ہمیں نہیں معلوم کیا کرنا ہے خود انتظام کر لیں۔ عبدالحمید صاحب مرحوم مختلف اوقات میں میرے ساتھ دورہ کرتے رہے۔ اور ساڑھے پانچ سال تک جب بھی کوئی دینی کام ہوا تو میں نے موصوف کو مستعد پایا اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عہد پر ثابت قدم دیکھا۔ آپ کے پانچ بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔ ان کی بھی دینی رنگ میں تربیت کی۔ حافظ قاری فتح محمد صاحب کو ایک لمبا عرصہ اپنے پاس اس غرض کے لئے رکھا۔ ایک بیٹے کو وقف کیا۔

آپ مجلس خدام الاحمدیہ کے بھی ایک مستعد اور قربانی دینے والے رکن تھے۔ ناظم تربیت ضلع، نائب قائد ضلع بھی رہے اور اجتماعات کے موقعہ پر بھی اہم فرائض سرانجام دیتے تھے۔ اپنے ساتھیوں دوستوں سے نہایت محبت پیار اور خوش خلقی سے پیش آتے۔ ہر ایک کی غمی اور خوشی کے موقعہ پر پہنچتے۔ جہاں بھی معلوم ہوتا کسی کو غم اور صدمہ پہنچا ہے وہاں جاتے اور ان کے غم میں برابر کے شریک ہوتے۔

اللہ تعالیٰ آپ کی پاکیزہ روح پر اپنے افضال و انعامات کی بارش کرے۔ آپ کو اپنے قرب خاص میں جگہ دے اور آپ کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین۔

-: (۲) :-

محترم قریشی عبدالرحمٰن صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ ضلع سکھر، شکارپور و جیکب آباد:-

محترم قریشی عبدالرحمٰن صاحب مرحوم کا وطن مالوف دولت پور ضلع سیالکوٹ تھا۔ آپ ۱۹۳۶ء سے اپر سندھ کے شہر سکھر میں بسلسلہ ملازمت قیام پذیر ہوئے۔ اور پھر وہیں کے ہو کر رہ گئے۔ یہاں تک کہ داعی اجل کو لبیک کہا۔ آپ نہایت مخلص ہمدرد، عبادت گزار، دعا گو فانی فی اللہ احمدی تھے۔ ۴۸ سال تک دینی خدمات میں مصروف رہے۔ ۳۷ سال تک جماعت احمدیہ کے سیکرٹری مال کی حیثیت سے اور گیارہ سال امیر کی حیثیت سے آپ نے محنت و جانفشانی سے کام کیا۔ نامساعد حالات میں وقت گزارا مگر مرکز کی آواز پر لبیک کہتے رہے۔ خاکسار راقم الحروف ۱۹۵۶ء میں آپ سے متعارف ہوا۔ جب میں میٹرک کے بعد اپنے بڑے بھائی چوہدری غلام رسول صاحب سب انسپکٹر ریلوے پولیس سکھر کے پاس کچھ عرصہ رہا۔ میرے بڑے بھائی کی تربیت بھی دراصل آپ نے ہی کی اور دینی امور کی طرف نہ صرف انہیں راغب کیا۔ بلکہ ایک مخلص احمدی بنا دیا۔ جب اس عاجز کا تبادلہ نواب شاہ سندھ میں ہوا تو دوروں اور دینی تقریبات اور اجتماعات میں آپ کے ساتھ اکثر ملنے جلنے اور قیام کرنے کا اتفاق ہوا۔ اپنے بڑھاپے میں بھی خدمات دینیہ میں مشغول دیکھ کر آپ پر رشک آتا۔ آپ امیر کے علاوہ ناظم اعلیٰ انصار اللہ علاقہ سندھ بھی تھے اور مجالس انصار اللہ کو بطریق احسن منظم کرنا آپ کی ایک عظیم خدمت ہے۔

آپ جب ریلوے ہائی سکول سکھر سے ریٹائر ہوئے تو ربوہ آنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ جب اجازت چاہی تو حکم ملا کہ وہیں سکھر میں قیام کریں۔ مکان نہ تھا۔ جلد ہی اللہ تعالیٰ نے مکان بنانے کی توفیق دی اور پھر ایک مرکز اور مشن ہاؤس بنانے کی بھی توفیق ملی جس کے لئے مولانا غلام احمد صاحب فرخ مربی سلسلہ نے بھی محنت شاقہ سے کام لیتے ہوئے شاندار خدمات انجام دیں۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء

تقریر کا آپ کو خاص ملکہ حاصل تھا حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا فارسی اور اردو منظوم نعتیہ کلام بڑی خوش الحانی اور عشق و محبت سے پڑھتے۔ سندھی زبان پر بھی آپ کو اچھا عبور تھا اور بڑی روانی سے بولتے تھے۔

وادی سندھ میں اور بھی بہت سی قربانیاں دی گئیں۔ ان دو مردانِ حق کی تازہ قربانی سے مولوی عبدالحق صاحب کروندی، پروفیسر عباس بن عبدالقادر، ماسٹر عبدالحکیم صاحب اٹرو، حمید احمد کنری اور دیگر مرحومین کی یاد تازہ ہو جاتی ہے اور آنے والا مؤرخ انہیں تاریخ کے صفحات میں ضرور محفوظ کرے گا۔

یہ قربانیاں رائیگاں نہ جائیں گی۔ بنی نوع انسان سے جس محبت اور ہمدردی کی خاطر یہ قربانیاں پیش کی گئیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے اچھے نتائج اور ثمرات عطا کرے گا۔ اور رحمت باری تعالیٰ ان پر ہمیشہ نازل ہوتی رہے گی۔

؎ بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اُذْكُرُوا مَوْتَاكُمْ بِالْخَيْرِ

ہماری بہن "محترمہ" صاحبہ (مرحومہ)

از مکرم حمید المحامد صاحب، اسلام آباد

ہماری نہایت ہی پیاری بہن محترمہ اہلیہ مکرم ڈاکٹر محمد تقی الدین ایم بی بی ایس سابق رجسٹرار میڈیسن پولی کلینک اسلام آباد مورخہ ۱۳ مئی ۱۹۸۴ء بقضائے الٰہی اپنی جان جانِ آفرین کے سپرد کر کے اپنے مولا کو پیاری ہو گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

مرحومہ مولوی بذل الرحمٰن بنگالی مرحوم کی بیٹی اور ہم پانچ بھائیوں اور پانچ بہنوں میں سب سے چھوٹی تھی اس کی پیدائش کی گھڑیوں میں والد مرحوم دعا میں مصروف تھے۔ جس کے دوران نومولود کا نام محترمہ القاء ہوا مفہوم و معنی کے اعتبار سے یہ لفظ اسمِ معرفہ کے طور پر استعمال ہو کر کسی شخصیت کی پہچان بن سکتا تھا چنانچہ مرحومہ چھوٹی ہونے کے باوجود سب کی نظروں میں باوقار رہی اور وقار و احترام اس کی شخصیت کا جزو رہا۔ وہ نہایت خوش خصال، سلیقہ مند، اعلیٰ تعلیم یافتہ اور ہر دم متبسم چہرے والی حوصلہ مند خاتون تھی۔ زندگی کے آخری لمحوں تک اپنے جسمانی عوارض و تکالیف کا جن کا آغاز چھ سال قبل تہران میں پیش آنے والے ایک حادثہ سے ہوا تھا۔ جرأت و دلیری سے مقابلہ کرتی رہی۔ اسی جرأت و دلیری پر حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب نور اللہ مرقدہٗ نے مرحومہ سے فرمایا تھا:

"آپ شیرنی ہیں دلیری سے اپنی بیماری کا مقابلہ کریں۔"

چنانچہ زندگی کی آخری رمق تک چہرہ پُرسکون تھا۔ آپریشن کے سلسلہ میں ہر صورت حال کے لئے ذہنی طور پر تیار تھی سب کو خدا حافظ کہہ کر اور ہاتھ ہلا ہلا کر الوداع کہہ کر آپریشن تھیٹر میں داخل ہوئی۔ آپریشن ہو چکنے کے بعد اطمینان کا اظہار کیا مگر کچھ دیر بعد سانس کی رفتار ناہموار ہو گئی اور گھنٹوں کی تگ و دو اور مصنوعی طریقوں سے سانس دلانے کی کوشش کے باوجود حالت بحال نہ ہو سکی اور بالآخر شام سات بجے زندگی پر موت نے غلبہ پا لیا اور مرحومہ ہمیشہ کے لئے ہم سے جدا ہو کر ابدی زندگی پا گئی۔

مرحومہ بچپن سے ہی ذہین، سلیقہ مند اور لطیف احساسات کی مالک تھی۔ اپنی تعلیم میں اعلیٰ کامیابیاں حاصل کرتی رہی۔ بی اے بی ایڈ کرنے کے بعد کچھ عرصہ پیشۂ معلمی سے بھی وابستہ رہی۔ شادی کے بعد اس مصروفیت کو جاری رکھنا مناسب نہ سمجھا اور اپنی ذہانت و سلیقہ مندی کو خانگی ذمہ داریوں کی طرف منتقل کر دیا۔

۱۹۷۸ء میں اپنے شوہر محترم ڈاکٹر صاحب کے ساتھ جو بغرض ملازمت ایران میں مقیم تھے۔ ایران چلی گئی۔ اسی قیام ایران کے دوران ایک اتفاقی سنگین حادثہ سے دوچار ہوئی۔ تہران میں مقیم ایک احمدی گھرانے کے ہاں بطور مہمان ٹھہری ہوئی تھی کہ ان کے صحن میں تازہ کھدائی کے بعد ڈھانپے ہوئے ایک گڑھے میں گر گئی جس کی عمیق گہرائی سے بچ نکلنے کے بظاہر کوئی سامان نہ تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ کی مشیت خاص نے حیرت انگیز اسباب مہیا کئے اور وہ گڑھے کی ایک سو فٹ سے زیادہ گہرائی سے زندہ سلامت باہر نکال لی گئی۔ بعد ازاں علاج معالجہ کا سلسلہ شروع ہوا اور مرحومہ اپنے شوہر کے ساتھ واپس پاکستان آ گئی۔ صورت حال اب بہت بہتر تھی بظاہر حادثہ کے کوئی اثرات موجود نہ تھے۔ وہ گھریلو کام کاج، بچوں کی دیکھ بھال، عزیز و اقارب سے میل جول اور ملاقات رکھنے کے قابل ہو گئی۔ چلنے پھرنے میں کوئی دشواری نہ تھی مگر علاج کے سلسلہ میں کئے ہوئے بعض بڑے آپریشن بعض اوقات تکلیف دینے لگے۔ اسی نوعیت کی ایک تکلیف بالآخر لاعلاج ثابت ہوئی اور الٰہی تقدیر کے آگے بالآخر انسانی تدبیر نے سپر ڈال دیئے۔

"قادر ہے وہ بارگاہ جو ٹوٹا کام بناوے
بنا بنایا توڑ دے کوئی اس کا بھید نہ پاوے"

مرحومہ ایک نہایت جاذب شخصیت کی مالک تھی۔ مرحومہ نے اپنے پیچھے اپنے عزیزوں، رشتہ داروں۔ بھائیوں بہنوں کے علاوہ سوگواروں اور غم گساروں کا بھی ایک وسیع حلقہ چھوڑا ہے۔

مرحومہ کی وفات ہمارے خاندان کے لئے بہت عظیم صدمہ ہے۔ ہمارا خاندان جو پہلے ہی پے در پے صدموں سے دوچار ہوا ہے۔ ماہ رمضان ۱۹۸۲ء میں حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی وفات کے کچھ عرصہ بعد ہی والدہ محترمہ صفیہ بیگم صاحبہ بنت پیر مظہر الحق صاحب کی وفات ہوئی تین ماہ بعد ۱۹ نومبر ۱۹۸۲ء کو بڑے بھائی جان کریم المکارم صاحب عارضۂ قلب اور ایک اتفاقی حادثہ کا شکار ہو گئے۔ ۱۴ دن بعد ۵ دسمبر ۱۹۸۲ء کو دوسرے بڑے بھائی حسین المحاسن صاحب کراچی میں حرکتِ قلب بند ہونے سے اچانک انتقال کر گئے چنانچہ ۱۹۸۲ء ہمارے لئے عام الحزن ثابت ہوا۔ ۱۹۸۳ء میں محترم ماسٹر مرزا نذیر حسین صاحب جو محترم ڈاکٹر صاحب اور خاکسار کی اہلیہ کے نانا تھے ربوہ میں وفات پا گئے کچھ عرصہ بعد محترم ڈاکٹر صاحب اور خاکسار کی اہلیہ کے ایک کمسن بھانجے کی وفات ہوئی اور اس طرح عزیزہ مرحومہ کی وفات ہمارے خاندان میں چھٹا اندوہناک سانحہ ہے جو مختصر عرصہ میں پیش آیا ہے۔

ہم اپنے خدا سے اپنے ان دکھوں کو صبر و رضا سے برداشت کرنے کی توفیق چاہتے ہیں وہ ہی اپنی مخفی حکمتوں کو سمجھنے والا ہے اور کارخانۂ عالم کو چلانے والا ہے عزیز و اقرباء کی جدائی کو ہم بظاہر نقصان خیال کرتے ہیں مگر وہ خدا جو دنیا کے تمام علائق کو پیدا کرنے والا ہے اور انہیں کام پر لگانے والا ہے خود ہی اپنے قائم کردہ نظام کو چلاتا چلا جاتا ہے اور کسی انسان کے آنے جانے سے اس کا نظام میں کچھ فرق واقع نہیں ہوتا اور کسی انسان کی کمی اس کی مشیت کی راہ میں روک نہیں بنتی۔

ہماری بہن ہم سے جدا ہو گئی۔ مگر کس قدر بھاتا احساس ہمیں دے گئی کہ اس کی زندگی سے ماورٰی اس زندگی سے کہیں زیادہ دلکش اور دلربا زندگی ہے اس دنیا کے دکھ تکلیفیں بیماریاں، رنج و فکر اور پریشانیوں و خطرات سے آزاد ابدی سکون و راحت کی لامتناہی زندگی، وہ زندگی کہ جس زندگی کو پا کر اس زندگی کی تمام تر لذتیں اور امکانات ہیچ، بے معنی اور حقیر نظر آئیں، یوں معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہم سے جدا نہیں ہوئی کیونکہ اس نے تو حقیقی زندگی پا لی۔ ہم اس سے جدا اس زندگی کی ابتلاؤں آزمائشوں میں گھرے ہوئے ہیں اور اس دار المحن میں بیٹھے ہوئے اس زندگی کے خوش آئند تصورات کو حقیقت میں ڈھلتا دیکھنے کے منتظر ہیں۔ موت کی حقیقت کو کچھ اس طرح بھی بیان کیا گیا ہے کہ یہ ایک سفر ہے جس میں کسی فاصلہ کی، وقت کا تصور موجود نہیں۔ بس اس دنیا میں آنکھ بند ہوئی اور اس دنیا میں کھلی، یا جس طرح ایک مرتبہ حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب نور اللہ مرقدہٗ نے فرمایا:-

"موت ایسی ہی صورت ہے جیسے ایک شخص اپنی خوابگاہ سے اٹھ کر کمرۂ ملاقات میں چلا آئے۔"

خدا کرے ہماری یہ پیاری بہن اور جملہ مرحومین اللہ تعالیٰ کی رضا کی جنتوں میں شاد و آباد ہوں اور اللہ تعالیٰ کی حمد کے ترانے گا رہے ہوں۔ وانا انشاء اللہ بکم لاحقون!

جماعت کے جملہ احباب خواتین و بزرگوں سے عاجزانہ درخواست ہے کہ ہمارے خاندان کے متذکرہ مرحومین کی درجات کی بلندی کے لئے بالخصوص دعا کریں اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنی جوارِ رحمت میں جگہ دے اور اس دنیا میں ان کے پسماندگان اور لواحقین کا حافظ و ناصر ہو اور انہیں ہر مزید دکھ اور صدمے سے بچائے اور صبر و رضا سے موجودہ صدموں کو برداشت کرنے کی توفیق عطا فرما دے۔

مرحومہ بہن نے اپنی یادگار دو نوعمر بچے چھوڑے ہیں۔ عزیز محمد محی الدین پاشا عمر ۹ سال اور بچی عزیزہ قرۃ العین سعدیہ عمر ۶½ سال۔ احباب ان دونوں بچوں کی صحت، درازیٔ عمر اور کامیاب زندگی پانے کی دعا کریں۔ نیز یہ کہ اللہ تعالیٰ عزیزم ڈاکٹر محمد تقی الدین صاحب کو صبرِ جمیل سے نوازے۔ کامیاب و شاداب زندگی عطا فرماوے۔ ہر دکھ اور ہر تکلیف سے محفوظ رکھے اور ان کے فیض رساں وجود کو صحت و درازیٔ عمر سے نوازے۔ آمین!

اے میرے اہلِ وفا
سُستی کبھی کام نہ ہو

ہمارے پیارے آقا کی ایک بہت ہی پیاری نصیحت بھی ہے۔ اس لئے پیارے اطفال بھائیو! آپ پہلے سے بڑھ چڑھ کر دینی کاموں میں حصہ لیں۔ اور نمازیں پڑھیں، تلاوت قرآن کریم کریں اور اپنے اللہ سے بہت پیار کریں۔

(ایڈیشنل سیکرٹری عمومی مجلس اطفال الاحمدیہ مرکزیہ)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔
(مینیجر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تقویٰ :-

حضرت اقدس فرماتے ہیں :-
"تقویٰ کے بہت سے اجزاء ہیں۔ عجب، خود پسندی، مال حرام سے پرہیز اور بداخلاقی سے بچنا بھی تقویٰ ہے جو شخص اچھے اخلاق ظاہر کرتا ہے اس کے دشمن بھی دوست ہو جاتے ہیں۔" (ملفوظات جلد ۱ صفحہ ۷۷)

دعائے مغفرت

میرے دادا جان محمد رمضان اپل سکنہ مہدی پور سابقہ نمبردار مہدی پور و پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ کھوتوال اور مہدی پور بعمر ۹۰ سال مورخہ ۸ مئی بوقت ۲ بجے اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم پچھلے سال اپنے جوان بیٹے عثمان حیدر کی وفات کے بعد بہت کمزور اور بیمار چلے آ رہے تھے۔ مرحوم بڑے مخلص جاں نثار، وفادار سلسلہ احمدیہ کے خادم اور نیک تھے۔ جماعت کے کاموں میں ہر وقت پیش پیش رہتے۔ اور سلسلہ کے لئے انتہائی غیرت رکھنے والے تھے۔ آپ سادہ زندگی گزارنے کو پسند فرمایا کرتے تھے۔ عفو و درگزر رفق و مدارات تحمل اور برداشت، اپنوں اور بیگانوں کی خیر خواہی اور مشکل حالات میں ہمیشہ خدا تعالیٰ پر بھروسہ رکھنے والے تھے۔ مرحوم نے اپنی ساری زندگی نماز اور روزہ ترک نہ کیا تھا۔ بلکہ دوسروں کو بھی ہمیشہ نماز پڑھنے کی تلقین کرتے۔

مرحوم کی میت بذریعہ ٹرک ۹ مئی کو ربوہ لائی گئی۔ ظہر کی نماز کے بعد نماز جنازہ بیت المبارک میں مکرم صوفی غلام محمد صاحب ناظر اعلیٰ ثانی نے پڑھائی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔

آپ نے اپنی یادگار چار بیٹے، علی حیدر اپل بی۔ ایس۔ سی شاہد مربی کینیڈا۔ اصغر حیدر اپل۔ ایم۔ ایس سی نائیجیریا۔ اور صدیق حیدر اپل فورمین دیہان مل مریدکے اور چھوٹا بیٹا عمر حیدر اپل میڈیکل فائنل ایئر کا فیصل آباد میں امتحان دے رہے ہیں۔ دو بیٹیاں سائرہ بیگم اہلیہ عبدالکریم، ثریا بیگم اہلیہ محمد حنیف مریدکے چھوڑی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے صاحب اولاد ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور اپنے فضل و کرم سے مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کا کفیل و کارساز ہو اور انہیں مرحوم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

(محمد افضل اپل ابن علی حیدر اپل مربی سلسلہ کینیڈا)

مطالبہ تحریک جدید - سادہ زندگی

(ارشادات حضرت فضل عمر)

- سادہ زندگی کی تحریک کوئی معمولی نہیں بلکہ دنیا کے آئندہ امن کی بنیاد اسی پر ہے۔
- سادہ زندگی کی تحریک بہت ضروری ہے یہی ہے جو امیر و غریب کا امتیاز مٹاتی ہے۔
- اس تحریک سے میری غرض یہ ہے کہ دو آدمیوں میں جو فرق ہے۔ یعنی ایک اپنے کو آدمی سمجھتا ہے اور دوسرا فرعون اسے مٹا دیا جائے اور دونوں ہی آدمی بن جائیں۔
- زندگی کے سادہ نہ ہونے کی وجہ سے کچھ آدمی آدمی نہیں رہے بلکہ بعض آدمیت سے نکل گئے ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ سارے ہی آدمی بن جائیں۔ (الفضل ۱۶ اکتوبر ۱۹۳۶ء)

(قائد تحریک جدید مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

۲۹ رمضان المبارک کی دعائیہ فہرست

مجاہدین تحریک جدید سے درخواست ہے کہ وہ اپنے موعود چندہ کی ادائیگی ۲۹ رمضان المبارک سے قبل صد فیصد فرما کر اپنے محبوب امام ایدہ اللہ کی دعاؤں سے بہرہ ور ہوں۔

(وکیل المال اوّل)

الفضل کی اشاعت پندرہ ۱۵ - بیس ۲۰ ہزار تک پہنچائیے!

چلنے کا نہیں دوڑنے کا وقت ہے

امام ہمام ایدہ اللہ نے "الفضل" کی اشاعت ۱۵-۲۰ ہزار تک بڑھانے کا ارشاد فرمایا ہے۔ تمام عہدیداروں کو یہ ارشاد پورا کرنے کے لئے دن رات مستعد ہو جانا چاہیئے۔ اب چلنے کا نہیں دوڑنے کا وقت ہے۔ تمام عہدیداران جماعت "الفضل" سے تعاون کریں۔ آپ کے تعاون سے ہی یہ مرحلہ سر ہو سکتا ہے۔ خدا تعالیٰ آپ کو توفیق دے کہ اپنی اس ذمہ داری کو پورا کر سکیں۔

(مینیجر الفضل ربوہ)

الفضل نہ ملنے کی شکایات :

کچھ عرصہ سے متعدد احباب کو شکایت پیدا ہو رہی ہے کہ ان کو اخبار "الفضل" کا پرچہ بذریعہ ڈاک باقاعدگی سے نہیں مل رہا اور بعض کو کچھ عرصہ سے سرے سے مل ہی نہیں رہا۔

خاکسار نے مکرم پی۔ ایم۔ جی صاحب کراچی۔ لاہور۔ پشاور اور پوسٹ ماسٹر صاحب حیدرآباد وغیرہ کو تاریں دے کر توجہ دلائی ہے۔ امید ہے ذمہ دار افسران اس بارے میں توجہ فرما کر شکایات کو جلد از جلد دور کرنے کی کوشش کریں گے۔ ربوہ سے بذریعہ ڈاک تمام خریداروں کی خدمت میں پرچہ باقاعدگی سے بھجوایا جا رہا ہے۔

بعض پرچے ہمیں ڈاک سے واپس مل رہے ہیں۔ جن احباب کو پرچہ نہ ملتا ہو تو وہ متعلقہ ڈاک خانہ کے افسران سے رابطہ قائم کریں اور ہمیں بھی بذریعہ خط اطلاع دیں۔

(خاکسار۔ مینیجر "الفضل" ربوہ)

اطلاع عام

تمام ایسے احباب جنہوں نے دارالفتوح کالونی ربوہ سے متصل اراضی ملکیتی سید قلندر حسین شاہ صاحب و سید محمد نواز شاہ صاحب سے بذریعہ ماسٹر عبداللطیف صاحب۔ مرزا عبدالسمیع صاحب۔ غلام احمد صاحب۔ شریف احمد صاحب بھٹی۔ سید منیر احمد صاحب باہری اور سید محمد ایوب شاہ صاحب سکنہ اراضی کے پلاٹ خریدے ہیں وہ فوری طور پر اپنی اپنی رجسٹریوں کی فوٹو سٹیٹ کاپیاں ۶ تا ۱۵ تک نظارت امور عامہ میں بھجوا دیں کیونکہ ان اراضیات سے متعلقہ بعض تنازعات کو سلجھانے کے لئے ان کی اشد ضرورت ہے۔

(ناظر امور عامہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ)

جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے انٹرویو

جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے واقفین زندگی طلباء کا انٹرویو انشاء اللہ میٹرک کے نتیجہ کے بعد ہوگا۔ لیکن ایسے احمدی طلباء جو میٹرک کا امتحان دے چکے ہیں اور وہ زندگی وقف کر کے جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے خواہشمند ہیں وہ میٹرک کے امتحان کے نتیجہ کا انتظار نہ کریں بلکہ فوری طور پر اپنی درخواستیں مقامی جماعت کے امیر یا صدر صاحب کی معرفت وکالت دیوان تحریک جدید کو بھجوا دیں تاکہ انٹرویو سے پہلے ضروری کوائف مکمل کئے جا سکیں اور کوائف مکمل نہ ہونے کی وجہ سے داخلہ میں دیر نہ ہو۔

۲۔ داخلہ کے لئے درخواست دہندگان میٹرک کا نتیجہ نکلنے کے فوراً بعد اپنے نتیجہ امتحان کی بھی اطلاع دیں۔

(وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ)

ہر صاحب استطاعت احمدی کا فرض ہے کہ
- اخبار الفضل -
خود خرید کر پڑھے۔ (مینیجر الفضل)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

الشفیق ریفریجریشن سروس
کالج روڈ بالمقابل جامعہ احمدیہ ربوہ فون نمبر 492
ربوہ کی واحد ریفریجریشن سروس جہاں تجربہ کار اور کوالیفائیڈ ٹیکنیشن، ریفریجریٹرز، ایئر کنڈیشنرز اور ڈیپ فریزرز کی قابل اعتماد مرمت نہایت احتیاط اور دیانتداری سے جدید آلات کے ساتھ مناسب ریٹ پر سالہا سال سے کر رہے ہیں۔ نیز کمرشل پلانٹس کا کام بھی تسلی بخش کیا جاتا ہے۔ دکان کا فون خراب ہونے کی صورت میں فون نمبر 592 (الشفیق ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر) پر اطلاع دیں۔

درخواستِ دعا

میرا پیارا بیٹا مبشر احمد اسماعیل ۳ جون کو موٹر سائیکل سے گر گیا جس کی وجہ سے اُسے چوٹیں آئی ہیں۔ اب وہ فضل عمر ہسپتال میں بغرض علاج داخل ہے احباب جماعت و بزرگانِ سلسلہ کی خدمت میں مکمل صحت یابی کے لیے درخواستِ دعا ہے۔

(محمد یوسف ناصر واقفِ زندگی ربوہ)

رہائشی منصوبہ نزد بیت الاقصیٰ ربوہ
مجید ٹاؤن
باقاعدہ منظور شدہ ہر نقص سے پاک
چوہدری عبدالمجید وڑائچ ایڈووکیٹ
فیکٹری ایریا۔ ربوہ

چہرہ کی کیورز

INTERNATIONAL NAME	اردو نام
Acne Cure	کیل چہرہ کیور
Brown Spots Cure	بھورے داغ کیور
Black Spots Cure	سیاہ داغ کیور
Anemia Cure	کمی خون کیور
Moles Cure	تل کیور
Wrinkles Cure	جھریاں کیور
False Hair Cure	موئے روئے زنانہ کیور
Skin Cure	جلدی امراض کیور
Curative Vaseline	کیور ٹیو ویزلین

۱۵ سال آئیٹم ملک بھر کے دوا فروشوں سے طلب کریں

کیور ٹیو سنٹرز
لاہور: مبشر میڈیکوز چوک میو ہسپتال
کراچی: خواجہ میڈیکل سٹور بالمقابل امیریس مارکیٹ
راولپنڈی: شبیر میڈیکوز بالمقابل کنٹونمنٹ ہسپتال
فیصل آباد: کریم میڈیکل ہال گول امین پور بازار
ملتان: الطاف میڈیکل ہال صدر بازار،
گجرات: مظہر میڈیکل ہال چوک نواب صاحب
گوجرانوالہ: ہومیو دارالشفا نعمانیہ روڈ نعمانیہ چوک
منڈی بہاؤالدین: اسراری دواخانہ کمیٹی بازار
جھنگ: حکیم ارشد جاوید اندرون ممنا گیٹ
اوکاڑہ: ہومیو ڈاکٹر محمد اقبال دیپالپور چوک
وہاڑی: قدائی میڈیکل سٹور کلب روڈ نزد اسلامیہ سکول
پشاور: اختر میڈیکل سٹور ہسپتال روڈ،
کوہاٹ: عزیز اینڈ کو کیمسٹ بنوں روڈ
مردان: ہومیو ڈاکٹر غلام جیلانی نیو مارکیٹ
بنوں: حاجی نور الٰہی محمد اسلم کیمسٹ اندرون ملکی گیٹ
سکھر: مدنی ٹریڈرز، مدنی مارکیٹ،
کوئٹہ: غفور میڈیکل سٹور سورج گنج بازار
کیور ٹیو میڈیسن کمپنی (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ 606-607

سُرمہ طفیل ۱ روپے کو ۳ شیشی
عرقِ نور ۲۰/- بعہ ڈبی
مفید معدہ ۶/- ۱۲/-
اکسیر کثرتِ پیشاب چھوٹی ۱۵/- بڑی شیشی ۲۵/-
حبّ بواسیر قیمت ۴ گولی ۲۸/-
بیوٹی سفوف ۱۵/-
جوشاندہ اکسیر اٹھرا ۳۶ روپے
جوشاندہ صندلین ۶/۵۰ روپے
اکسیر تبخیر معدہ ۲۵/- روپے
اکسیر کھانسی و نزلہ سیرپ ۶/۵۰ روپے
ہاضمینا سیرپ ۵/۵۰ روپے
بذریعہ ڈاک منگوانے کا انتظام تفصیلی لٹریچر مفت حاصل کریں
صحیح تشخیص ہمدردانہ مشورہ۔ مرض مریض کی نبض دیکھ کر بتائی جاتی ہے اور فیس نہیں لی جاتی۔
دواخانہ حکیم محمد طفیل ربوہ (سابق صدر طبیہ کمیٹی تحصیل چنیوٹ)
معرفت کوثر کلاتھ ہاؤس اندرون گلی گولبازار ربوہ

ارشاداتِ عالیہ (صفحہ اوّل سے آگے)

ایسا سفر ہو یا ایسی بیماری ہو۔ مَیں سفر کی حالت میں روزہ نہیں رکھتا اور ایسا ہی بیماری کی حالت میں ....."

(تفسیر سورۃ بقرہ صفحہ ۲۶۱)

روزے کے فدیہ کی حکمت:

"ایک دفعہ میرے دل میں آیا کہ یہ فدیہ کس لئے مقرر کیا گیا ہے تو معلوم ہوا کہ توفیق کے واسطے ہے تاکہ روزہ کی توفیق اس سے حاصل ہو خدا ہی کی ذات ہے جو توفیق عطا کرتی ہے اور ہر شے خدا ہی سے طلب کرنی چاہیئے۔ خدا تعالیٰ تو قادرِ مطلق ہے وہ اگر چاہے تو ایک مدقوق کو بھی روزہ کی طاقت عطا کر سکتا ہے۔ تو فدیہ سے یہی مقصود ہے کہ وہ طاقت حاصل ہو جاوے اور یہ خدا کے فضل سے ہوتا ہے پس میرے نزدیک خوب ہے کہ (انسان) دعا کرے کہ الٰہی یہ تیرا ایک مبارک مہینہ ہے اور میں اس سے محروم رہا جاتا ہوں اور کیا معلوم کہ آئندہ سال زندہ رہوں یا نہ۔ یا ان فوت شدہ روزوں کو ادا کر سکوں یا نہ۔ اور اس سے توفیق طلب کرے تو مجھے یقین ہے کہ ایسے دل کو خدا طاقت بخش دے گا۔"

(تفسیر سورۃ بقرہ صفحہ ۲۶۲)

روزے دار سے خدا قریب ہے:

"..... اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ۔ یعنی جب میرے بندے میرے بارے میں تجھ سے سوال کریں کہ وہ کہاں ہے تو کہہ دے کہ مَیں قریب ہوں۔ قریب والا تو سب کچھ کر سکتا ہے دُور والا کیا کرے گا؟ اگر آگ لگی ہوئی ہو تو دور والے کو جب تک خبر پہنچے اس وقت تک تو شاید وہ جل کر خاک سیاہ بھی ہو چکے۔ اس لئے فرمایا کہ کہہ دو کہ مَیں قریب ہوں۔ پس یہ آیت بھی قبولیتِ دعا کا ایک راز بتاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور طاقت پر ایمانِ کامل پیدا ہو۔ اور اسے ہر وقت اپنے قریب یقین کیا جاوے اور ایمان ہو کہ وہ ہر پکار کو سنتا ہے۔"

(تفسیر سورۃ بقرہ۔ صفحہ ۲۸۶)

الفضل میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔

نرینہ اولاد سے محروم بے اولاد دکھی عورتوں کیلئے
پُر اُمید واحد علاج گاہ
حکیم انوار احمد جان ابنِ حکیم نظام جان
سنہ ۱۹۱۱ء سے ایک ہی نام
ھو الشافی
دکھی مخلوق کی خدمت میں مصروف
دواخانہ حکیم نظام جان
فون ربوہ ۵۵۸
فون: ۷۳۹۹۷
اقصیٰ چوک ربوہ پوسٹ بکس ۲۲۲
چوک گھنٹہ گھر، گوجرانوالہ